Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 04, October - December 2025, **PP**: 182-193
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

تفسیر ہدایت القرآن اور تفسیر القرآن الکریم کے منہج واسلوب کا تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of the Methodology and Style of Tafsīr Hidayat-ul-Qur'ān and Tafsīr Al-Qur'ān Al-Karīm

1. Ishrat Ashraf *ishratashraf66@gmail.com*	*Ph.D. Scholar,* *Department of Qur'anic Studies,* *The Islamia University of Bahawalpur.*
2. Dr. Muhammad Saeed Sheikh *saeed.sheikh@iub.edu.pk*	*Associate Professor,* *Department of Fiqh and Shariah,* *The Islamia University of Bahawalpur.*

How to Cite:	Ishrat Ashraf and Dr. Muhammad Saeed Sheikh. 2025: "A Comparative Study of the Methodology and Style of Tafsīr Hidayat-ul-Qur'ān and Tafsīr Al-Qur'ān Al-Karīm". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (04): 182-193.
Article History:	**Received**: 02-12-2025 · **Accepted**: 28-12-2025 · **Published**: 31-12-2025

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

تفسیر ہدایت القرآن اور تفسیر القرآن الکریم کے منہج و اسلوب کا تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of the Methodology and Style of Tafsīr Hidayat-ul-Qur'ān and Tafsīr Al-Qur'ān Al-Karīm

1. **Ishrat Ashraf**
Ph.D. Scholar, Department of Qur'anic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
ishratashraf66@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Saeed Sheikh**
Associate Professor, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
saeed.sheikh@iub.edu.pk

Abstract

This study presents a comparative analysis of Tafsīr Hidayat-ul-Qur'ān and Tafsīr Al-Qur'ān Al-Karīm, focusing on their methodological approaches (manhaj) and interpretative styles (uslūb). Both tafsirs represent significant contributions to contemporary Qur'ānic exegesis, yet they differ in their intellectual orientation, sources of interpretation, and exegetical techniques. Tafsīr Hidayat-ul-Qur'ān is characterized by a reformative and socio-moral approach, emphasizing guidance, contemporary relevance, and thematic coherence. It tends to integrate modern issues with Qur'ānic teachings while maintaining a balance between traditional exegetical sources and rational reflection. Its style is relatively accessible, aiming to address both scholarly and general readership. In contrast, Tafsīr Al-Qur'ān Al-Karīm adopts a more classical and text-oriented methodology, with a stronger reliance on traditional sources such as Ḥadīth, earlier classical tafsirs, and linguistic analysis. Its interpretative style is more structured, detailed, and academically rigorous, often focusing on linguistic precision and juristic implications. The comparative analysis reveals that while both tafsirs aim to elucidate the divine message, they differ in their target audience, interpretive priorities, and methodological approach.

Keywords: *Qur'ānic Exegesis, Tafsīr Hidayat-ul-Qur'ān, Tafsīr Al-Qur'ān Al-Karīm, Methodology, Interpretative Style.*

تمہید

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل ہدایت ہے، جو ہر دور کے انسان کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس الہامی کتاب کو سمجھنے اور اس کے معانی و مطالب کو واضح کرنے کے لیے علمائے امت نے ہر زمانے میں تفسیری خدمات انجام دی ہیں۔ تفسیرِ قرآن کا یہ سلسلہ محض الفاظ کی تشریح تک محدود نہیں رہا بلکہ اس میں فکری، دعوتی، اصلاحی، فقہی اور تمدنی پہلو بھی شامل ہوتے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مفسرین نے اپنے علمی ذوق، فکری پس منظر اور عصری تقاضوں کے مطابق متنوع مناہج اور اسالیب اختیار کیے، جس سے تفسیری ادب میں وسعت اور تنوع پیدا ہوا۔ برصغیر پاک و ہند میں بھی تفسیرِ قرآن کی ایک مضبوط روایت موجود ہے، جہاں مفسرین نے نہ صرف کلاسیکی اسالیب کو اپنایا بلکہ جدید دور کے فکری و سماجی چیلنجز کو سامنے رکھتے ہوئے نئی جہات بھی متعارف کروائیں۔ اسی تناظر میں تفسیر ہدایت القرآن اور تفسیر القرآن الکریم دو اہم تفاسیر ہیں، جو اپنے منہج اور اسلوب کے اعتبار سے نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ ایک طرف ہدایت القرآن میں قرآن کو ایک زندہ اور متحرک ہدایت نامہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو فرد اور معاشرے کی عملی اصلاح اور اقامتِ دین کی طرف رہنمائی کرتی ہے؛ جبکہ دوسری طرف تفسیر القرآن الکریم علمی، تحقیقی اور درسی

انداز میں آیاتِ قرآنی کی تشریح و توضیح پیش کرتی ہے، جس میں لغوی، نحوی اور روایتی پہلوؤں کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ مذکورہ دو تفاسیر کے تقابلی مطالعہ پر مشتمل ہے جس میں ان کے تعارف کے ساتھ ساتھ اسلوب و منہج کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔

تفسیر ہدایت القرآن کے مصنف کا تعارف

تفسیر ہدایت القرآن کے مصنف سعید احمد پالن پوری ہیں۔ سعید احمد پالن پوریؒ کی ولادت کا صحیح سن محفوظ نہیں ہے، تاہم ایک روایت کے مطابق جب آپ کی عمر تقریباً پونے دو سال تھی تو آپ کے والد نے ڈبھاڑ (موجودہ وطن) میں زمین خریدی تھی، اور اس بیع نامہ کی بنیاد پر آپ کا سن پیدائش 1940ء بتایا جاتا ہے۔ آپ کی جائے پیدائش کالیڑہ، ضلع بناس کانٹھا (شمالی گجرات) ہے۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام صرف "احمد" رکھا تھا، کیونکہ آپ کے ایک بڑے اخیافی بھائی بھی "احمد" نام کے تھے، جو آپ کی والدہ کے ساتھ نہیں رہتے تھے لیکن اس وقت حیات تھے، اسی نسبت سے آپ کا نام بھی احمد رکھا گیا۔ بعد میں آپ نے خود اپنا نام "سعید احمد" اختیار کیا۔ جب آپ نے مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ لیا تو داخلے کے وقت اپنا نام "سعید احمد" درج کروایا، اور اسی وقت سے آپ اسی نام سے معروف ہو گئے۔ آپ کے والد کا نام یوسف اور دادا کا نام علی تھا، جنہیں احتراماً "علی جی" کہا جاتا تھا۔ آپ کا خاندان "ڈھکا" اور برادری "مومن" سے تعلق رکھتا ہے۔ پانچ، چھ سال کی عمر میں والد نے آپکی تعلیم کا آغاز کیا مگر کھیتی باڑی کی مصروفیات کے باعث آپکو کالیڑہ کے مکتب میں بھیج دیا گیا۔ مکتب کے بعد "چھاپی" تشریف لے گئے اور اپنے ماموں اور دیگر اساتذہ سے فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں پالن پور کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں چار سال تک عربی کی کتابیں پڑھیں۔ مزید تعلیم کے لیے 1367ھ میں سہارن پور میں مظاہر علوم میں داخلہ لے لیا اور امام النحو والمنطق حضرت مولانا صدیق احمد جموی سے منطق و فلسفہ پڑھی۔ اسکے علاوہ مولانا محمد یامین صاحب سہارن پوری، حضرت مولانا مفتی عبد العزیز صاحب رائے پوری اور مولانا وقار علی صاحب بجنوریؒ سے عربی متوسطات کی کتابیں پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

اعلیٰ تعلیم کے لیے 1379ھ میں دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور 1382ھ میں فاتحہ فراغ پڑھا۔ دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کے سالانہ امتحان میں اول نمبر سے کامیابی حاصل کی۔ دورہ حدیث سے فراغت کے بعد شوال 1382ھ میں تکمیل افتاء کے لیے درخواست دی اور دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں داخلہ ہو گیا اور حضرت مفتی سید مہدی حسن شاہ جہاں پوریؒ کی نگرانی میں کتب فتاویٰ کا مطالعہ اور فتویٰ نویسی کی مشق کا آغاز کیا۔ چھ ماہ کے عرصہ میں دارالعلوم دیوبند کے اربابِ انتظام نے آپکا معین مفتی کی حیثیت سے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں تقرر کر دیا۔ چند وجوہات کی بناء پر آپ کا تقرر مستقل نہ ہو سکا۔

وفات

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری کا سانحہ وفات بروز منگل 25 رمضان المبارک 1441ھ بمطابق 19 مئی 2020ء کو پیش آیا۔[1]

تفسیر ہدایت القرآن کا منہج و اسلوب

مفتی سعید احمد پالن پوری کی تفسیر انتہائی محققانہ طرز پر لکھی گئی ہے۔ تفسیر ہدایت القرآن کی تکمیل و نظر ثانی کا کام سعید احمد پالن پوری نے تدریس و تالیف اور تحقیق و مطالعہ کے میدان میں تقریباً پچپن سالہ کامیاب تجربے کے بعد کیا ہے جس سے ان کے

کام کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ چونکہ تفسیر کی ابتدا حضرت مولانا کاشف الہاشمی نے کی تھی اور حضرت مولانا کاشفؒ عوام کو پیشِ نظر رکھ کر تفسیر لکھتے تھے اس لئے اس میں وعظ و نصیحت کے مضامین کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مولانا سعید احمد نے بھی تفسیر کو اسی طرز پر جاری رکھ کر تفسیر مکمل کی۔ ذیل میں ان کے منہج واسلوب کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

سورتوں کے اسماء کا تعارف

مفتی سعید احمد پالن پوری اپنی تفسیر میں سورتوں کے تمام مشہور ناموں کا تعارف بیان کرتے ہیں اور ان ناموں کے معانی ومفہوم کی مکمل وضاحت کرتے ہیں۔ جیسے سورت الفاتحہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

> سورۃ الصلاۃ: نماز کی سورت: یہ سورت نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے، اسکو پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی، اس لیے ایک حدیثِ قدسی میں اس کو الصلاۃ فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے نماز کو یعنی سورۃ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا بانٹا ہے، ساڑھی تین آیتوں میں اللہ کی صفات اور ساڑھی تین آیتوں میں بندے کی دعا ہے۔[2]

سورتوں کے فضائل کا بیان

مفتی سعید احمد پالن پوری تفسیر میں سورتوں کے فضائل بھی بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ آلِ عمران کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> صحیح حدیث میں سورۃ البقرۃ اور آلِ عمران کو الزھراوین: دو روشن، چمکدار اور خوبصورت سورتیں کہا گیا ہے، معلوم ہوا کہ دونوں سورتوں میں موضوع مشترک ہے، اور دونوں کو پڑھنے کا حکم ہے۔[3]

سورتوں میں ربط کا بیان

مفتی سعید احمد کی تفسیر میں سب سے نمایاں خصوصیت ربط کا بیان ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں نہ صرف سورتوں کا سورتوں کے ساتھ ربط بلکہ آیات کا آیات کے ساتھ ربط بھی بیان کرتے ہیں۔ سورۃ مریم کا پچھلی سورت سے ربط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> گزشتہ سورت میں اصحابِ کہف اور ذوالقرنین کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔ یہ واقعات یہود مدینہ کے مشورہ سے مشرکین مکہ نے دریافت کئے تھے۔ ان میں توحید کی دعوت اور شرک کی تردید تھی۔ اصحابِ کہف نے بھرے دربار میں بادشاہ کو توحید کی دعوت دی تھی اور ذوالقرنین نے بھی اپنے مغربی سفر میں ایک قوم کو توحید کی طرف بلایا ہے۔ اور آخری آیت میں بھی شرک کی تردید اور توحید کا اثبات ہے۔[4]

تفسیر میں مضامین کا بیان

مفتی سعید احمد پالن پوری کی تفسیر کی ایک اور خصوصیت ہر سورت کے مضامین کا بیان ہے۔ ہر مضمون کے اعتبار سے کبھی ایک آیت اور کبھی ایک سے زیادہ آیات کو لے کر ان کے مفردات کے مضمون بنائے۔ ہر سورت کے اہم مضامین کو بیان کرتے ہیں۔ آپ نے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تشنگانِ علم کے لئے مضامین قرآنی کا ایک بہترین نچوڑ پیش کیا ہے۔ سورۃ المومنون کے مضمون اس طرح بیان کرتے ہیں:

> یہ سورت ایمانی اوصاف کے بیان سے شروع ہوئی ہے۔ سورت کا سب سے پہلا مضمون یہ ہے کہ اگر ایمان کے

ساتھ: سات باتیں مجتمع ہوں تو آخرت کی کامیابی یقینی ہے۔ ایسے مومنین جنت الفردوس کے وارث ہونگے۔[5]

قاری کے متوقع سوالات اور ان کے جوابات

مفتی صاحب قاری کے ذہن میں آنے والے متوقع سوالات کے جوابات فراہم کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

سوال: قرآن کے منزل من اللہ ہونے میں شک کرنے والے تو ہمیشہ رہے ہیں، پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہو گا کہ اس میں ذرا شک نہیں؟ جواب: شک کی دو صورتیں ہیں: ایک کلام میں خلل ہو، دوم: دماغ میں فتور ہو، یہاں اول کی نفی ہے اور ثانی کا علاج آیات 24،23 میں آرہا ہے۔[6]

عربی الفاظ کے معانی کی فہرست

مفتی سعید احمد پالن پوری جن آیات کا ترجمہ و تفسیر لکھتے ہیں تو سب سے پہلے مشکل الفاظ کے معنی کی فہرست پیش کرتے ہیں۔ جس سے قاری کو تفسیر میں مزید آسانی ہو جاتی ہے۔ آپ نے ترجمہ و تفسیر سے پہلے آیات کے مفہوم و مطالب کو سمجھنے کے لیے اس کے معانی بیان کئے ہیں۔

آیات کے اصول و قواعد کا بیان

مفتی سعید احمد پالن پوری نے قرآن کی تفسیر میں سیاق و سباق، ناسخ و منسوخ، عام و خاص اور مطلق و مقید جیسے اصول و قواعد کو تفسیر میں بہت زیادہ بیان نہیں کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انکا منہج دعوتی اور اصلاحی ہے تو عام قاری کے لیے ان اصولوں کو سمجھنا مشکل ہو سکتا ہے۔ البتہ عربی گرامر کے حوالے سے انہوں نے کافی قواعد کی وضاحت کی ہے۔

قرآن بالقرآن کے اصول

قرآن بالقرآن کے اصول کو مفتی سعید احمد پالن پوری نے واضح طور پر بیان نہیں کیا ہے اور ایک آیت کی تفسیر کے لیے جہاں ضرورت ہو دوسری آیت کے ترجمہ کو اپنے الفاظ کی وضاحت میں استعمال کیا ہے مگر اپنی بات کو قرآن کے تابع رکھنے کے باوجود انہوں نے اس آیت کا ذکر نہیں کرتے۔ صراطِ مستقیم کی وضاحت قرآن کی دوسری آیت کے ترجمے سے کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ الفاتحہ کی آیت "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "[7] کی تشریح وہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ[8]...

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا (یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین)۔

مولانا سعید احمد پالن پوری اپنی تفسیر ہدایت القرآن میں درجہ بالا آیات کی تفسیر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں "(الٰہی) ہمیں سیدھا راستہ دیکھا جو آپ تک اور جنت تک پہنچتا ہے،" اس آیت کی وضاحت انہوں نے اگلی آیت سے ان الفاظ میں بیان کی " ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ نے فضل فرمایا۔"[9]

سادہ و عام فہم زبان

یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ مفتی سعید احمد پالن پوری کی تفسیر ہدایت القرآن کی زبان انتہائی سادہ اور سہل ہے کہ اس سے قرآن کے معنی کو سمجھنے والا عام قاری بھی آسانی سے ان کی فکر کو اور قرآن کے الفاظ کو سمجھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مفسرین کے اقوال جن میں فقہ کے مباحث پائے جاتے ہیں ان کو شامل کرنے سے گریز کیا ہے۔ آپ نے اپنے پاکیزہ ذوق کے مطابق ان اقوال کو پورے اعتماد

کے ساتھ اختیار کیا ہے جو آیت سے مطابقت رکھتے ہوں۔

داعیانہ اسلوب کی تفسیر

ہدایت القرآن میں مفسر کا دھیان طلبا کو اللہ تعالیٰ وحدانیت کا یقین دلانا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کی تلقین ہے۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے جب کسی کو نیکی کی تلقین کی جائے تو اس نیکی کے کرنے کا ثمر بیان کر کے نیکی کی طرف راغب کیا جائے گا۔ اسی طرح سعید احمد پالن پوری نے کلام الٰہی کے مفاہیم کو واضح کیا تا کہ اللہ کی رغبت پیدا ہو۔

درس و تدریس پر مشتمل تفسیر

اس تفسیر کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ اس کا لکھنے کا انداز مدارس میں پڑھانے کا سا ہے۔ تاکہ طلبا قرآن کے معنی کو سمجھیں اور ساتھ ہی درس حاصل کریں۔ اس میں سعید احمد پالن پوری نے معنی کی فہرست کے ساتھ قرآن کے مفہوم کو سمجھانے کے لیے سوال و جواب کا انداز اپنایا ہے جس سے ان کا انداز یہ ثابت کرتا ہے ان کا انداز درس و تدریس پر مبنی ہے۔ اس تفسیر سے تفسیر پڑھانے والے اساتذہ کرام، مساجد میں درس قرآن دینے والے ائمہ مساجد، ترجمہ قرآن پڑھنے والے طلبہ اور قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے کے خواہشمند عام مسلمان استفادہ کر سکتے ہیں۔ ترجمہ و تفسیر پڑھانے والے اساتذہ اور پڑھنے والے طلبا کے فائدے کے لیے مشکل الفاظ کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق بھی اختصار کے ساتھ حاشیہ میں لکھتے ہیں، لمبی تحقیقات و تفصیلی مباحث کے لیے چونکہ عربی اور دیگر زبانوں میں مفصل تحریریں موجود ہیں اس لیے طوالت سے بچنے کے لیے ان کو ذکر نہیں فرماتے۔[10]

تفسیر القرآن الکریم کے مصنف کا تعارف

مولانا حافظ عبد السلام بن محمد بن ابو القاسم بھٹوی پاکستان کے ایک نامور اہل حدیث عالم دین، مفسرِ قرآن اور شیخ الحدیث تھے۔ ان کا علمی سفر نصف صدی سے زائد عرصے پر محیط رہا۔ ان کے والد حافظ محمد ابو القاسم بھٹوی بھی ایک جید عالم دین تھے۔

تاریخ پیدائش

27 اگست 1946ء (بمطابق 29 رمضان المبارک 1365ھ) کو اپنے ننھیال "گوہر چک" (پتوکی، ضلع قصور) میں پیدا ہوئے۔[11] ان کا آبائی گاؤں "بھٹہ محبت" (تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ) ہے، جس کی نسبت سے انہیں بھٹوی کہا جاتا ہے۔

تعلیمی سفر

انہوں نے میٹرک اور حفظِ قرآن کے بعد دینی تعلیم "جامعہ محمدیہ" (اوکاڑہ) اور "جامعہ سلفیہ" (فیصل آباد) سے مکمل کی۔ انہوں نے بچپن میں اپنے والد محترم حافظ محمد ابو القاسم بھٹوی سے قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے مڈل اور میٹرک کے امتحانات اپنے آبائی علاقے کے قریب سکولوں سے پاس کیے۔ دینی تعلیم کے ابتدائی مراحل کے لیے انہوں نے اوکاڑہ میں واقع اہل حدیث مکتب فکر کے مشہور ادارے جامعہ محمدیہ میں داخلہ لیا اور وہاں کے جید اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔[12]

وفات

مفسر عبد السلام بھٹوی 29 مئی 2023ء کو عارضۂ قلب کے باعث اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اس وقت وہ صحیح بخاری کے اردو ترجمہ اور متوسط شرح کی تکمیل میں مصروف تھے، تاہم اس عظیم علمی منصوبے کی تکمیل سے قبل ہی داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ اندازاً سات سو کے قریب احادیث کی شرح ابھی باقی تھی، جو ان کے علمی عزم اور مسلسل محنت کی گواہ ہیں۔ ان کی حیات و خدمات پر مفصل معلومات کے

لیے قاری محمد طیب کی تصنیف گاؤں بھٹہ محبت کے علماء قابلِ رجوع ہے۔ نیز معروف محقق و مؤرخ محمد اسحاق بھٹی نے اپنی کتب خدامِ قرآن اور گلستانِ حدیث میں بھی ان کے حالاتِ زندگی اور علمی خدمات کا تذکرہ کیا ہے، جو سوانحی تحقیق کے اہم مصادر شمار ہوتے ہیں۔

تفسیر القرآن الکریم کا منہج و اسلوب

یہ تفسیر بنیادی طور پر قرآن بالقرآن، قرآن بالحدیث، اور آثارِ صحابہ و تابعین کے اصول پر مبنی ہے۔ مصنف نے آیات کی تشریح میں ضعیف اور اسرائیلی روایات سے حتی الامکان اجتناب کیا ہے اور صحیح احادیث و مستند آثار کو بنیاد بنایا ہے۔ اس سے تفسیر کا منہج سلفی اور حدیثی طرز پر قائم نظر آتا ہے۔ اس تفسیر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر آیت کا بامحاورہ ترجمہ، لغوی تحقیق، نحوی وضاحت اور ضروری فقہی و اعتقادی نکات کو اختصار مگر جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مشکل مقامات پر دیگر مفسرین کی آراء کا تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے، مگر غیر ضروری فلسفیانہ مباحث سے گریز کیا گیا ہے۔ مزید برآں، یہ تفسیر عصرِ حاضر کے قاری کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے، اس لیے اس میں جدید شبہات کا جواب اور معاصر مسائل کی طرف اشارہ بھی ملتا ہے، تاہم اصل توجہ نصِ قرآنی کے فہم اور سلف صالحین کے منہج کی توضیح پر مرکوز ہے۔ یوں تفسیر القرآن الکریم (عبد السلام بن محمد) ایک ایسی معاصر تفسیر ہے جو روایت اور درایت کے امتزاج کے ساتھ سادہ، مدلل اور مستند انداز میں قرآن مجید کی شرح پیش کرتی ہے، اور علمی حلقوں کے ساتھ عام قارئین کے لیے بھی مفید ہے۔[13]

معاصر اردو تفاسیر میں تفسیر القرآن الکریم ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ یہ تفسیر ایسے دور میں لکھی گئی جب فکری انتشار، جدید شبہات اور غیر مستند روایات کے اثرات عام ہو رہے تھے۔ حافظ عبد السلام بھٹویؒ نے اس صورتِ حال میں قرآن مجید کی تعبیر و تشریح کے لیے ایسا منہج اختیار کیا جو منہجِ سلف، حدیثی تحقیق، اور نصِ قرآنی کی براہِ راست توضیح پر مبنی ہے۔ یہ تفسیر روایت و درایت کے متوازن امتزاج، سادہ اسلوب اور تحقیقی احتیاط کی وجہ سے اہلِ علم اور عام قارئین دونوں میں مقبول ہوئی۔ مصنف کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے۔ مجمل آیات کی توضیح دیگر آیات کی روشنی میں کی جاتی ہے، جس سے مفہوم میں جامعیت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ آیات کی شرح میں صحیح اور حسن احادیث کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ ضعیف اور موضوع روایات سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا ہے۔ حدیث کی صحت پر محدثانہ اصولوں کے مطابق کلام کیا گیا ہے۔ مصنف نے حضرت ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ و تابعین کے اقوال کو ترجیح دی ہے، کیونکہ وہ قرآن کے اولین مخاطبین تھے۔ تفسیر میں اسرائیلی روایات یا غیر مستند تاریخی حکایات شامل نہیں کی گئیں۔ فقہی اختلافات میں کسی ایک مسلک کی تقلید کی بجائے دلیل کو ترجیح دی ہے۔ اختلافی مسائل میں دلائل کا ذکر کر کے راجح قول کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مصنف نے پیچیدہ فلسفیانہ یا کلامی مباحث سے گریز کرتے ہوئے آسان اردو اختیار کی ہے تاکہ عام قاری بھی فائدہ اٹھا سکے۔ ضروری نکات بیان کیے، غیر ضروری تفصیل سے اجتناب کیا گیا ہے، لیکن مفہوم مکمل رکھا گیا ہے۔ اہم الفاظ کے لغوی معانی، صرفی و نحوی پہلو اور عربی قواعد کی وضاحت کی گئی ہے، لیکن اس قدر نہیں کہ قاری بوجھل ہو جائے۔ دیگر مفسرین کی آراء کا مختصر ذکر کر کے راجح رائے کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اپنے مضبوط حدیثی پس منظر کی وجہ سے ممتاز ہے، جس میں روایت کی صحت کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ معاصر اعتقادی و فکری سوالات کا مختصر مگر مدلل جواب دیا گیا ہے۔[14]

تفسیر القرآن بالقرآن کا عمدہ نمونہ

تفسیر القرآن بالقرآن وہ منہج ہے جس میں قرآن مجید کی کسی آیت کی تشریح دوسری آیات کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ سب سے زیادہ مستند سمجھا جاتا ہے، کیونکہ قرآن خود اپنی بہترین شرح ہے۔ مفسرین کے نزدیک جب کسی مقام پر اجمال، ابہام

یا تخصیص ہو تو اس کی وضاحت قرآن ہی کے دوسرے مقامات سے کی جاتی ہے۔ حافظ عبد السلام بھٹویؒ نے اپنی تفسیر میں اسی اصول کو بنیادی حیثیت دی ہے، اور متعدد مقامات پر مجمل آیات کی تفصیل، مطلق کی تقیید اور عام کی تخصیص دوسری آیات سے کی ہے۔
مثال "الصراط المستقیم" کی تفسیر کہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ"[15] میں "صراط مستقیم" کا مفہوم مجمل ہے۔ توضیح بالقرآن وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ۔ یہاں صراط مستقیم کو اللہ کے راستے سے تعبیر کیا گیا ہے، جو اس کی شریعت اور اوامر و نواہی پر مشتمل ہے۔ اسی طرح سورۃ النساء میں صراط مستقیم کو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے راستے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس طرح سورۃ الفاتحہ کی مجمل دعا کو دیگر آیات نے واضح کر دیا کہ صراط مستقیم دراصل اتباعِ وحی اور منہجِ انبیاء ہے۔
اسی طرح مجمل احکام کی تفصیل بھی قرآن سے کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر نماز کے حکم کی اصل آیت "وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ"[16] میں نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا، مگر تفصیل بیان نہیں ہوئی۔ اس کی توضیح بالقرآن یہ کرتے ہیں کہ دیگر مقامات پر نماز کے اوقات اور کیفیت کا ذکر آیا جیسا کہ سورۃ الاسراء کی آیت 78 میں اوقاتِ نماز، سورۃ الجمعہ کی آیت 9 میں جمعہ کی نماز کا وقت۔ قرآن نے مختلف مقامات پر نماز کے حکم کی جزوی تفصیل بیان کر کے ایک مکمل تصور واضح کیا۔

تفسیر القرآن بالحدیث

تفسیر القرآن بالحدیث سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی تشریح رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کی روشنی میں کی جائے۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ ہی قرآن کے اولین شارح اور عملی مفسر ہیں، اس لیے آپ ﷺ کی سنت قرآن کی سب سے مستند تفسیر ہے۔ حافظ عبد السلام بھٹویؒ نے اپنی تفسیر میں اسی اصول کو نمایاں مقام دیا ہے۔ وہ آیات کی توضیح میں صحیح اور حسن احادیث کو بنیاد بناتے ہیں، روایت کی صحت پر گفتگو کرتے ہیں، اور ضعیف و موضوع روایات سے اجتناب کرتے ہیں۔[17] مصنف کے نزدیک قرآن کی عملی اور قولی تفسیر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ[18]

قرآن اس لیے نازل کیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت کریں۔

اسی طرح آیت "الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ"[19] میں "الظلم" کی تفسیر حدیث سے یوں کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے پوچھا کہ ہم میں کون ہے جو ظلم نہ کرتا ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "ليس كما تظنون، إنما هو الشرك"[20] یوں حدیث نے واضح کیا کہ یہاں ظلم سے مراد عام گناہ نہیں بلکہ شرک ہے۔

تفسیر میں احادیث وروایات کی صحت وضعف کا بیان

قرآن مجید کی تفسیر میں حدیث ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ قرآن کے اولین مفسر ہیں۔ تاہم ہر منقول روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی، اس لیے مفسر پر لازم ہے کہ وہ روایت کی سند، متن اور درجہ (صحیح، حسن، ضعیف) کا لحاظ رکھے۔ حافظ عبد السلام بھٹویؒ کا امتیازی وصف یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں محدثانہ منہج اختیار کیا ہے۔ وہ روایت نقل کرتے وقت اس کی صحت کا تعین کرتے ہیں، ضعیف و موضوع روایات سے اجتناب کرتے ہیں، اور جہاں ضعف ہو وہاں صراحت کرتے ہیں۔[21]

صحیح احادیث کو ترجیح

مصنف آیات کی تشریح میں بنیادی طور پر صحیح اور حسن احادیث پر اعتماد کرتے ہیں، خصوصاً وہ روایات جو صحیح بخاری اور

صحیح مسلم میں مروی ہوں۔ مثال کے طور پر ما قبل میں بیان کی گئی آیت: الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ[22] اور نبی ﷺ کی حدیث: "إنما هو الشرك"[23] میں مصنف واضح کرتے ہیں کہ چونکہ روایت صحیح ہے، اس لیے یہی آیت کی قطعی تفسیر ہے۔

دوران تفسیر بیان کردہ احدیث میں ظاہری تعارض کا حل

قرآن کی تفسیر میں جب متعدد احادیث کسی ایک آیت کے تحت وارد ہوں تو بسا اوقات ان میں بظاہر تعارض محسوس ہوتا ہے۔ محدثین و مفسرین کے نزدیک یہ تعارض حقیقی نہیں بلکہ ظاہری ہوتا ہے، جسے اصولِ حدیث اور اصولِ تفسیر کی روشنی میں حل کیا جاتا ہے۔ حافظ عبدالسلام بھٹویؒ نے اپنی تفسیر میں محدثانہ منہج اختیار کرتے ہوئے ایسے مقامات پر جمع و تطبیق، ترجیح، یا ناسخ و منسوخ کے اصولوں سے مسئلہ حل کیا ہے۔

جمع و تطبیق

پہلا اصول یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو دونوں احادیث کو باہم جمع کر لیا جائے تاکہ کسی کو رد نہ کرنا پڑے۔ یہی منہج کلاسیکی محدثین مثلاً امام نووی اور ابن حجر عسقلانی نے اختیار کیا۔

1. **ترجیح:** اگر جمع ممکن نہ ہو تو سند، متن یا قوتِ دلیل کی بنیاد پر ایک روایت کو ترجیح دی جاتی ہے۔
2. **ناسخ و منسوخ:** اگر زمانی ترتیب معلوم ہو تو متاخر روایت کو ناسخ اور متقدم کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے۔

مثال اوّل: نماز میں رفع الیدین: بعض احادیث میں رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر ہے: كان يرفع يديه إذا ركع وإذا رفع۔[24] جبکہ بعض روایات میں ترک کا ذکر ملتا ہے۔ حافظ عبدالسلام بھٹویؒ صحیح اور مرفوع روایت کو ترجیح دیتے ہیں، اور ضعیف یا غیر ثابت روایت کو قابلِ حجت نہیں سمجھتے۔ اس طرح تعارض ختم ہو جاتا ہے۔[25]

مثال دوم: قیامت میں سب سے پہلے حساب یا فیصلہ؟: ایک حدیث میں ہے: أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة[26] جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ سب سے پہلے خون کے مقدمات کا فیصلہ ہوگا: أول ما يقضى بين الناس يوم القيامة في الدماء[27] دونوں میں جمع و تطبیق کے حوالے سے مصنف واضح کرتے ہیں کہ پہلی حدیث انفرادی حساب کے بارے میں ہے، جبکہ دوسری اجتماعی حقوق العباد کے فیصلے کے متعلق ہے۔ اس طرح دونوں صحیح احادیث میں کوئی حقیقی تعارض باقی نہیں رہتا۔[28]

تفسیر القرآن باقوال الصحابہ

قرآن مجید کے اولین مخاطبین صحابۂ کرامؓ تھے۔ وہ نزولِ وحی کے عینی شاہد، اسبابِ نزول سے واقف، اور رسول اللہ ﷺ کے براہِ راست تربیت یافتہ تھے۔ اسی بنا پر مفسرین کے نزدیک اقوالِ صحابہؓ تفسیر میں ایک معتبر اور قوی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں، خصوصاً جب وہ کسی آیت کے سببِ نزول یا لغوی مفہوم سے متعلق ہوں۔ حافظ عبدالسلام بھٹویؒ نے اپنی تفسیر میں اقوالِ صحابہؓ کو اہم مقام دیا ہے اور جہاں صحیح سند سے کوئی قول ثابت ہو، اسے ترجیح دی ہے۔ مصنف کے نزدیک اگر کسی آیت کی تفسیر میں صحابی کا قول صحیح سند سے ثابت ہو تو وہ قابلِ قبول اور قابلِ ترجیح ہے، کیونکہ وہ نزولِ قرآن کے ماحول سے براہِ راست واقف تھے۔ یہی منہج کلاسیکی مفسرین مثلاً امام طبری اور ابن کثیر نے اختیار کیا۔

مثال: "الکوثر" کی تفسیر

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ[29]

یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور انس بن مالکؓ سے منقول ہے کہ "کوثر" جنت کی ایک نہر ہے۔ حافظ عبدالسلام بھٹویؒ اس قول کو صحیح حدیث کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اسے راجح قرار دیتے ہیں۔ تفسیر القرآن الکریم میں اقوالِ صحابہؓ کو ایک معتبر ماخذ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ صحیح سند سے ثابت اقوال کو ترجیح دی گئی، اختلاف کی صورت میں راجح قول کی تعیین کی گئی، اور ضعیف یا غیر ثابت روایات سے اجتناب کیا گیا۔ یہی منہج اس تفسیر کے علمی استحکام کا ایک اہم ستون ہے۔ علمی کا بیان یا فائدے کے طور پر مفسرین کے کلام کو نقل کرنا قرآن مجید کی تفسیر ایک مسلسل علمی روایت کا نتیجہ ہے، جس میں ہر دور کے مفسرین نے اپنے اپنے علمی ذخیرے اور فہم کے مطابق خدمات انجام دی ہیں۔ بعد کے مفسرین کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ سابقہ اہلِ علم کے اقوال سے استفادہ کریں، تاکہ علمی تسلسل برقرار رہے اور تحقیق مضبوط بنیادوں پر قائم ہو۔ حافظ عبدالسلام بھٹویؒ نے اپنی تفسیر میں سابقہ مفسرین کے اقوال کو بطورِ دلیل، توضیح اور علمی فائدہ نقل کیا ہے، مگر محض تقلید پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تحقیق و تنقید کے ساتھ راجح قول کو اختیار کیا ہے۔ اگر کسی آیت میں متعدد تفسیری آراء ہوں تو مصنف مختلف مفسرین کے اقوال ذکر کر کے ان کا تجزیہ کرتے ہیں، پھر دلائل کی روشنی میں راجح موقف بیان کرتے ہیں۔ یہ اسلوب تحقیق کو مضبوط بناتا ہے اور قاری کو علمی وسعت فراہم کرتا ہے۔[30]

آیتِ استواء کی تفسیر

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى[31]

رحمٰن عرش پر مستوی ہوا۔

اس آیت کی تفسیر میں مصنف سلف کے منہج کو بیان کرتے ہوئے ابن تیمیہ اور امام مالک کے اقوال نقل کرتے ہیں کہ: "استواء معلوم ہے، کیفیت مجہول ہے، اس پر ایمان واجب ہے اور اس کے بارے میں سوال بدعت ہے۔" اس نقل سے اعتقادی منہج کی وضاحت بھی ہوتی ہے اور سلفی طرزِ فہم کی تائید بھی۔[32]

آیتِ تقویٰ کی تفسیر

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ[33]

یقیناً تم میں سے اللہ کے ہاں زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

یہاں مصنف قرطبی کا قول نقل کرتے ہیں جس میں تقویٰ کی جامع تعریف بیان کی گئی ہے، پھر اس پر تبصرہ کر کے عملی پہلو واضح کرتے ہیں۔ یہ انداز قاری کو صرف مفہوم نہیں بلکہ عملی رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔[34]

اختلافی فقہی مسائل

بعض آیاتِ احکام میں مصنف امام طبری اور ابن کثیر کے اقوال ذکر کر کے یہ واضح کرتے ہیں کہ مسئلہ میں سلف کا رجحان کیا تھا، پھر دلائل کی بنیاد پر راجح موقف اختیار کرتے ہیں۔ یہ انداز علمی توازن اور اعتدال کو ظاہر کرتا ہے۔

اسرائیلیات کے بارے میں مفسر کی رائے

تفسیرِ قرآن میں بعض روایات ایسی ملتی ہیں جو یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتب یا ان کے علماء سے منقول ہیں۔ ان روایات کو اصطلاحاً "اسرائیلیات" کہا جاتا ہے۔ ابتدائی دور میں بعض صحابہؓ اور تابعینؒ نے اہلِ کتاب سے بعض واقعات نقل کیے، خصوصاً ان امور میں جو قصصِ انبیاء سے متعلق تھے۔ بعد کے مفسرین کے ہاں اسرائیلی روایات کی کثرت پائی جاتی ہے، لیکن اہلِ تحقیق نے ہمیشہ

ان کے قبول ورد کے اصول متعین کیے۔ حافظ عبد السلام بھٹویؒ نے اپنی تفسیر میں اسی تحقیقی منہج کو اختیار کیا ہے۔[35]

اسرائیلیات کی تقسیم

مصنف اہلِ علم کی قائم کردہ تقسیم کو ملحوظ رکھتے ہیں، جس کی وضاحت شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی کی ہے، کہ اسرائیلیات تین قسم کی ہیں: وہ جو قرآن وحدیث کے موافق ہوں: قابلِ قبول۔ وہ جو قرآن وحدیث کے مخالف ہوں: مردود۔ وہ جن کے بارے میں نہ تصدیق ہو نہ تکذیب: ان میں سکوت۔ حافظ عبد السلام بھٹویؒ کا واضح رجحان یہ ہے کہ قصصِ انبیاء یا تاریخی واقعات میں غیر ثابت اسرائیلی روایات کو بیان کرنے سے حتی الامکان گریز کیا جائے، کیونکہ قرآن خود ہدایت کے لیے کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض تفاسیر میں حضرت آدمؑ اور حوا کے متعلق تفصیلی قصے اسرائیلی روایات کی بنیاد پر بیان کیے گئے ہیں۔ مصنف ایسی غیر ثابت روایات کو یا تو ذکر نہیں کرتے یا ان پر تنبیہ کرتے ہیں کہ ان کی کوئی صحیح شرعی بنیاد موجود نہیں۔[36] اسی طرح کچھ تفاسیر میں حضرت سلیمانؑ کی بادشاہت سے متعلق اسرائیلی حکایات بیان کی گئی ہیں، جن میں جنات اور جادو کے مبالغہ آمیز قصے شامل ہیں۔ حافظ عبد السلام بھٹویؒ ایسی روایات کو غیر مستند قرار دیتے ہیں اور قرآن کے ظاہر اور صحیح احادیث پر اکتفا کرتے ہیں۔ نیز بعض اسرائیلی روایات میں اصحابِ کہف کی تعداد قطعی طور پر بیان کی گئی ہے، جبکہ قرآن مجید نے فرمایا:

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ[37]

وہ کہتے ہیں کہ تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا۔

مصنف کے مطابق قرآن نے خود قطعی تعداد ذکر نہیں کی، اس لیے غیر مستند اسرائیلی اقوال پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ تفسیر القرآن الکریم میں اسرائیلیات کے بارے میں معتدل اور تحقیقی موقف اختیار کیا گیا ہے۔ مصنف نے ان روایات کو اصولی معیار پر پرکھا، مخالف روایات کو رد کیا، مشتبہ امور میں سکوت اختیار کیا، اور قرآن وسنت کو اصل بنیاد بنایا۔ یہی منہج اس تفسیر کی علمی مضبوطی کا ایک اہم سبب ہے۔

نتائج بحث

تفسیر ہدایت القرآن اور تفسیر القرآن الکریم کے تقابلی جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں تفاسیر قرآنِ مجید کی تفہیم میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، مگر ان کے مناہج اور اسالیب میں واضح فرق پایا جاتا ہے جو مختلف طبقات کے لیے مختلف انداز میں مفید ہے۔ ذیل میں چند اہم نکات پیش کیے جاتے ہیں:

1. ہدایت القرآن دعوتی وعوامی اسلوب رکھتی ہے، جبکہ القرآن الکریم علمی ودرسی انداز کی حامل ہے۔
2. القرآن الکریم میں نظمِ قرآن اور بلاغت پر زیادہ گہرائی سے بحث کی گئی ہے۔
3. ہدایت القرآن میں عملی زندگی اور اصلاحِ معاشرہ پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔
4. القرآن الکریم میں فقہی اور علمی نکات کی وضاحت نسبتاً زیادہ تفصیل سے ہے۔
5. ہدایت القرآن عام فہم ہے جبکہ القرآن الکریم زیادہ تر اہلِ علم کے لیے موزوں ہے۔

References

1 Pālanpūrī, Muḥammad Amīn, Muftī. *Ḥayāt-i Saʿīd* (Karachi: Maktabah Ghaznawī, 2020), 1.

2 Pālanpūrī, Saʿīd Aḥmad, Muftī. *Hidāyat al-Qurʾān* (Karachi: Maktabah Ghaznawī, 2022), 1:30.

3 Ibid., 1:366.

4 Ibid., 1:251.

5 Ibid., 1:517.

6 Ibid., 1:41.

7 al-Qurʾān, 1:7.

8 al-Qurʾān, 4:69.

9 Pālanpūrī, Saʿīd Aḥmad. *Hidāyat al-Qurʾān*, 1:37.

10 Ibid.

11 Ṭayyib, Muḥammad, Ḥāfiẓ. *Tadhkirah wa Khidmāt Shaykh al-Ḥadīth Ḥāfiẓ Muḥammad Bhaṭṭawī wa ʿUlamāʾ-i Bhaṭṭah Muḥabbat* (Lahore: Maktabah Quddūsiyyah, 2020), 63.

12 Bhaṭṭawī, ʿAbd al-Salām ibn Muḥammad, Ḥāfiẓ. *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm* (Lahore: Dār al-Andalus, 2018), 1:12.

13 Ibid., 1:15.

14 Ibid., 1:22.

15 al-Qurʾān, 1:6.

16 al-Qurʾān, 2:43.

17 Bhaṭṭawī, ʿAbd al-Salām. *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 1:42.

18 al-Qurʾān, 16:44.

19 al-Qurʾān, 6:82.

20 al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyāʾ, Bāb Qawl Allāh Taʿālā: {Wa-ittakhadha Allāhu Ibrāhīma Khalīlā} (Riyadh: Dār al-Salām, 1999), ḥadīth no. 3360.

21 Bhaṭṭawī, ʿAbd al-Salām. *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 1:602.

22 al-Qurʾān, 6:82.

23 al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth no. 3360.

24 Ibid., ḥadīth no. 735.

25 Bhaṭṭawī, ʿAbd al-Salām, *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 1:185.

26 al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. *Sunan al-Tirmidhī* (Riyadh: Dār al-Salām, 1999), ḥadīth no. 413.

27 al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth no. 6533.

28 Bhaṭṭawī, ʿAbd al-Salām. *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 1:188.

29 al-Qurʾān, 108:1.

30 Bhaṭṭawī, ʿAbd al-Salām. *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 4:715.

31 al-Qurʾān, 20:5.

32 Bhaṭṭawī, ʿAbd al-Salām. *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 3:24.

33 al-Qurʾān, 49:13.

34 Bhaṭṭawī, ʿAbd al-Salām, *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 4:215.

35 Ibid., 1:16.

36 Ibid., 1:112.

37 al-Qurʾān, 18:22.